تاریخ لکھنا زیادہ مشکل نہیں، کیونکہ اس کے لئے کافی سے زیادہ مواد موجود ہے، اور سندھی علماء کا سلسلہ شروع سے آخر تک ملتا ہے۔

کراچی کی سلمان اکیڈمی، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، اور پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کی طرف سے کچھ عرصے سے بڑی اچھی اور مفید کتابیں شائع ہو رہی ہیں جو علمی بھی ہیں اور تحقیقی بھی۔ اور جن سے اس نئی مملکت میں صحیح معنوں میں علمی و فکری زندگی پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے یہ کتاب سلمان اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ اور ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی ۵ سے مل سکتی ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ ضخامت ۲۳۵ صفحے اور قیمت ۷۵-۶ روپے ہے۔

طباعت اور کتابت زیادہ اچھی نہیں، کتابت کی بعض غلطیاں کافی تکلیف دہ ہیں ایک علمی و تحقیقی کتاب کی اشاعت پر زیادہ توجہ ہونی چاہیئے تھی۔

تاریخ شیر شاہی

از عباس خاں سروانی

مترجم۔ مظہر علی خاں

ہندوستان کے مشہور پٹھان بادشاہ شیر شاہ سوری کی اس تاریخ کے مصنف عباس خاں سروانی پٹھان تھے اور شیر شاہ کے خاندان سے ان کی قرابت تھی خود اکبر اعظم نے جس کے باپ ہمایوں کو شیر شاہ نے پے در پے شکستیں دے کر ہندوستان سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا تھا، مصنف کو ہدایت کی کہ وہ شیر شاہ کی تاریخ لکھے۔ ڈاکٹر سید معین الحق مقدمہ کتاب میں لکھتے ہیں: "تاریخ شیر شاہی شیر شاہ کی پہلی تاریخ ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی وفات کے پینتیس چالیس سال بعد لکھی گئی اس وقت تک بعض وہ لوگ بقید حیات تھے، جنہوں نے شیر شاہ کی فتوحات یا نظام سلطنت میں حصہ لیا تھا، ایسے لوگ بھی کافی تعداد میں موجود تھے، جو اس عہد کے واقعات کی چشم دید گواہی دے سکتے تھے۔ عباس خاں نے ان ہی کے بیانات اور شہادت پر اپنی تاریخ تیار کی۔۔۔ عباس خاں نے واقعات اور معلومات کی فراہمی میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔ کتاب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عباس خاں بہت بڑا ادیب نہ تھا۔ لہذا عبارت آرائی کے ذریعہ اس نے واقعات کی شکل بدلنے یا ان کو کسی خاص رنگ میں پیش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی"

یہ اکبر کی شخصی عظمت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ وہ ایک پٹھان مورخ کو ایک ایسے پٹھان بادشاہ کی

تاریخ لکھنے کا حکم دیتا ہے جس نے اس کے باپ سے تخت چھینا تھا اور اسے شکست دی تھی اور جس کی یادیں ابھی تازہ تھیں۔ عباس خاں نے اکبر کے حکم سے یہ تاریخ لکھی اور ظاہر ہے، اسے اکبر نے ضرور دیکھا ہوگا، اور شیر شاہ کے ہاتھوں جس طرح اس کے باپ کو شکستیں ہوئیں، وہ اس کی نظر سے گزری ہوں گی۔ مصنف نے جہاں شیر شاہ کی تعریف میں کسی قسم کے مبالغے سے کام نہیں لیا، جو اس کے لئے ان حالات میں ناممکن تھا اس نے اکبر کو خوش کرنے کے لئے شیر شاہ کے ساتھ زیادتی بھی نہیں کی اور حتی الوسع اس کی تمام خوبیاں بیان کردی ہیں اس لحاظ سے تاریخ شیر شاہی کی بہت اہمیت ہے، اور تاریخ ہند کے ہر طالب علم کو اسے پڑھنا چاہیئے۔

شروع میں فریدخاں (شیر شاہ) کے خاندانی حالات ہیں۔ اور سوتیلی ماں کی وجہ سے اپنے والد کے ساتھ جو ناچاقی ہوگئی تھی، اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پھر جس خوبی سے اس نے اپنے باپ کی جاگیر کا انتظام کیا اور بعد میں آہستہ آہستہ ترقی کرکے پورے بہار اور بنگال کا وہ حاکم ہوگیا، مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے۔

جب فریدخاں اپنے باپ میاں حسن سے رخصت ہوکر جاگیر کو جانے لگا، تو اس نے بقول مصنف باپ سے جو عرض کیا، وہ دراصل بنیادی نقطہ ہے اس کی تمام بعد کی کامیابیوں کا اور اساس ہے اس کے نظام حکومت کا۔ فریدخاں نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔ سپاہیوں میں اکثر تمہارے عزیز ہیں کہ وے لوگ دونوں پرگنوں میں ہیں۔ اور میں بہت سی زراعت اور عمارت کے زیادہ ہونے میں سعی کرونگا اور عمارت و زراعت کی زیادتی سوائے عدل کے میسر نہیں ہوتی۔ حکیموں نے کہا ہے اچھی خصلتوں سے عدل ہے کہ نتیجہ اس کا بقا پادشاہت کی اور وسعت ملک کی ہے۔ اور زیادتی خزانے کی اور آباد ہونا گاؤں اور شہر کا ہے، اور بُرے کاموں سے ظلم ہے کہ ثمرہ اس کا زوال پادشاہت کا اور خرابی ملک کی اور موجب بدنامی کا دنیا و آخرت میں ہے اور آباد ہونا ملک کا دو چیز پر موقوف ہے اوّل تمام رعیت پر شفقت کرنا اور زیردستوں پر رحم کرنا کہ وے سپرد کئے ہوئے حق تعالےٰ کے ہیں تا یہ کہ با مداد انہوں کی ظالموں کی جفا اور ستمگاروں کی بلا کی شدت سے محفوظ رہیں۔

بیت

ملک گر آباد چاہے خلق کو معمور رکھ — اور بلا سے ظالموں کی ان کے تئیں نت دور رکھ

دوسری سیاست کہ آبادی ملک کی اس پر موقوف ہے۔ اگر دہ شہ اہلکار اس بندوبست پر بند رہے اور طمع کی

پادشاہت میں جلدی خرابی پڑتی ہے۔

بیت

سیاست سے ہو ملک کا انتظام — سوائے سیاست کے ہووے خلل

اور بدوں قاعدے شریعت کے حق اپنے مرکز پر قرار نہیں پاتا کام شرع اور دین کا بے احاطے سیاست کے رونق نہیں پکڑتا۔"

اس کے بعد حاکم کے فرائض کی یوں نشان دہی کی :۔ "حاکم کو چاہیئے کہ سستی اور کاہلی کو کام نہ فرماوے اور بارعام کا حکم کرے تا کہ مظلوموں کے احوال سے بخوبی آپ واقف ہو اور عدالت کے باغ کو سیاست کی آب جو سے پانی دے۔ نہیں ہے ملک مگر عدل سے اور نہیں ہے عدل مگر سیاست سے، پادشاہت سوائے سیاست کے قبضے میں نہیں رہتی اور سوائے آب زلالِ سیاست کے فتنے کا غبار نہیں بیٹھتا۔

بیت

تیغِ سیاست ایسی ہے رُخسارِ ملک کو — عالم فروز کرتی ہے مانند آفتاب"

شیر شاہ نے جونپور میں تعلیم پائی تھی، جو ایک سو سال سے بہت بڑا علمی مرکز چلا آتا تھا عباس خاں نے لکھا ہے کہ اس نے[1] کافیہ قاضی شہاب الدین کے حاشیوں سمیت خوب یاد کیا اور علم بھی تحصیل کیا۔ گلستان، بوستان اور سکندر نامہ وغیرہ بھی پڑھا اور اس بادشاہ کے عہد میں علما جو واسطے تلاش معاش کے آتے تھے، ان سے حاشیہ بندی کا پوچھتا اور اکثر اوقات تواریخ پادشاہان گزشتہ کی مطالعہ کرتا۔"

وہ کچھ عرصہ بابر کی فوج میں رہا، وہاں اس نے[1] ایک مدت مغلوں میں رہ کر لڑائی کا طور اور تدبیر ملک داری کی اور معیار ارکانِ دولت کا معلوم کیا۔ پھر اکثر اوقات پٹھانوں کی مجلسوں میں کہتا اگر میرے بخت نے ساعدت کی اور اقبال نے یاوری کی تو مغلوں کو ملک ہند سے بآسانی نکالوں گا۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس نے واقعی مغلوں کو ملک ہند سے نکال دیا۔

علہ سیاست سے یہاں مراد سرکشوں پر سختی سے ہے۔ (تبصرہ نگار)

بنگال سے واپسی پر چوسہ کی لڑائی میں جب شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی اور مغل لشکر تتر بتر ہوگیا۔
ذاس نے ہمایوں کے حرم محترم کے ساتھ جو سلوک کیا' وہ عباس خاں کی زبان سے سنئے:۔ " عباس احمد سروانی
و مولف تحفہ اکبر شاہی کا ہوں زبانی خان اعظم مظفر خاں کہ نواسہ مسند عالی ہیبت خاں اور نواسہ مسند عالی
رخاں ککھوڑ کا تھا' سنا ہیں نے کہ کہتا تھا کہ میں شیر خاں کے پاس کھڑا تھا کہ بیگم اور جمیع حرم محترم ہمایوں بادشا
لی بہت سے رندیوں کے ہمراہ لائے جس وقت شیر خاں نے ان کو دیکھا گھوڑے سے اتر کر بہت سی تعظیم و
زت کی اور دوبارہ وضو کر' دوگانہ شکرانے کا حق سبحانہ' تعالیٰ کی جناب میں ادا کیا اور ہاتھ مناجات کے
اسطے اٹھا کر نہایت عجز و زاری سے کہا یا اللہ العالمین بزرگی اور دست قدرت تجھے سزاوار ہے کہ اس میں
وال و نقصان کو راہ نہیں کہ ادنیٰ بندہ فرید کو سرفراز کیا اور ہزیمت ہمایوں بادشاہ کے لشکر میں کہ وہم و خیال
ہی نہ آتی تھی اور اس کے اہل و عیال کو میرا اسیر کیا۔ بعد اس کے نقیبوں کو حکم دیا کہ لشکر میں پکار دو کہ کوئی
دی مغلوں کے زن و فرزند کو اسیر نہ کرے۔ رات کی رات اپنے اپنے ڈیرے میں رکھیں اور تڑکے ہی سب
دبیگم کے سراچوں پاس لادیں اور اس کے حکم کا دبدبہ پٹھانوں کے لشکر میں ایسا خوب تھا کہ کسی کو
قدرت نہ تھا کہ اس کے خلاف کرے"۔

اس کے بعد ہمایوں سے شیر شاہ کی ایک اور جنگ ہوتی ہے' اس کا ایک واقعہ عباس خاں یوں بیان
رتا ہے:۔ حمید خاں گاگڑ کہ مشیروں سے شیر خاں کے تھا' اس نے عرض کیا کہ ابھی سارا لشکر مغل کا نہیں
تر (دریائے گنگا سے پار نہیں ہوا) مارا چاہیئے شیر خاں نے کہا اس سے آگے میرے تئیں دست قدرت
نی اور ہر ایک طرح کا مکر و حیلہ لڑائی میں کرتا تھا اور ان دنوں میں برکت سے لطف قادر قیوم کی لشکر میرا
دشاہ کے لشکر سے کم نہیں ہے' آپس کی مخالفت اور کم طالعی کے باعث رہیلے مغلوب تھے اور میرے
بال و دولت کے سبب پٹھان جس مقام پر مغلوں سے لڑے غالب آئے اس قدرت پر میں عہد شکنی نہیں
روں گا"

غرض پوری کتاب اس طرح کے دلچسپ واقعات پر مشتمل ہے اور اسے پڑھ کر شیر شاہ کی پوری
صویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

آخر میں شیر شاہ کے اخلاق و عادات اور اس کے نظام حکومت کا بیان ہے۔ مصنف لکھتا ہے۔
"شیر خاں بڑا عادل تھا اور اکثر اوقات فرماتا کہ عدل ہر دین میں بہتر ہے۔ اور کفر و اسلام کے بادشاہوں کے نزدیک بھی خوب ہے کوئی طاعت و عبادت برابر عدل کے نہیں ۔۔۔ اور جو کچھ بھی کا ہلی ارکان دولت سے ظہور میں آوے، تو سبب ملک کے زوال کا ہے۔ اور طمع دنیوی کو سپاہی اور رعیت کے حق میں زور و قوت کے باعث اور فوج و حشم کی بہتایت سے راہ نہ دے اور مظلوم و ستم رسیدہ کے تیر آہ سے پرہیز کرے۔

بیت

فولاد کی زرہ سے اگر گزرے تیرا تیر ۔۔۔ پیکانِ آہ گزرے ہے کوہِ حدید سے"

افسوس شیر شاہ کو ہندوستان پر حکومت کرنے کا زیادہ موقع نہ ملا، لیکن اس کے عہدِ حکومت میں ہندوستان کو جو امن ملا، وہ عباس خاں کی زبان سے سنئے۔

"جس روز سے شیر خاں نے مسندِ حکومت و سرداری پر قرار پایا کسی شخص کو مخالفت کی دم مارنے کی مجال نہ تھی اور کوئی شخص نشان زبردستی اور بغاوت کا اور کوئی خارِ دل آزار اس کے ملک کے گلشن میں نہ اگا اور کسی امیر و سپاسی یا چور و قضاق (قزاق) کا یہ زہرہ نہ تھا اور شیر خاں کے عصر میں مسافر و رہ گزر نگہبانی کی محنت سے بے پروا تھے اور چلنے کے وقت تعین منزل سے کچھ فکر و اندیشہ دل میں نہ رکھتے تھے اور جس مکان پر رات ہوتی، خواہ ویران ہو خواہ آباد، وہاں نڈر اتر پڑتے اور مال و اسباب اپنا بے اندیشے رکھ دیتے اور مرکب کو چراگاہ میں چھوڑ دیتے اور آپ بفراغت تمام اپنے گھر کی طرح سو رہتے اور اس اطراف کے زمیندار اس وہم سے کہ مبادا اُن کو آزار پہنچے اور وہ سبب اپنی گرفتاری و خواری کا ہو نگہبانی کرتے اور اس کے عصر میں کیسی ہی بڑھیا زر و زیور اپنے سر پر راہ میں لئے جاتی ہو تو کوئی چور یا کتوال کا پیادہ شیر خاں کے ڈر سے اس کے امن کے گرد نہ پھر سکتا۔

بیت

کیا سایہ عالم میں اس طور پر ۔۔۔ کہ رستم سے بڑھیا بھی ہے گی نڈر

مل کتاب فارسی میں تھی۔ مظہر علی خاں ولا نے جن کا تعلق فورٹ ولیم کالج سے تھا ایک انگریز کپتان کی فرمائش پر اس کا اُردو میں ترجمہ کیا، سلمان اکیڈمی نے بجنسہ وہی ترجمہ چھاپ دیا ہے اور الفاظ و تراکیب کے علاوہ املا تک بھی ہی رہنے دی ہے۔ جیسے "قبول نکیا"۔ "سپاہی یو نہیں"۔ "ہنو"۔ "نہ رہے"۔ "نتھا"۔ "نہ دوں گا"۔ "قفاق" نلے سکے"۔ "رکھتے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ناشرین حضرات کسی وجہ سے مظہر علی خاں ولا کے ترجمے کی زبان اور اس کا اسلوب برقرار رکھنا ضروری سمجھتے تھے، تو وہ اسے ضرور برقرار رکھتے، لیکن اگر کم سے کم وہ طریقۂ املا ہی آج کے زمانے کے مطابق کر دیتے، تو س کتاب کی افادیت بہت بڑھ جاتی۔ اور اسے پڑھنا اور سمجھنا آسان ہوتا۔ آخر یہ ادب کی کتاب تو ہے نہیں کہ فورٹ لیم کالج کے عہد کے لئے سند کا کام دیتی، یہ تاریخ کی کتاب ہے، اور اس کا عام فہم ہونا ضروری ہے۔

کتاب مجلد ہے، ضخامت ۱۵۶ صفحات، بڑا سائز $\frac{20\times26}{8}$، قیمت پانچ روپے

ناشر۔ سلمان اکیڈمی۔ حق نشان۔ ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی ۵

سیرت سید احمد شہیدؒ حصہ اوّل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی اس مشہور تصنیف کے حصہ اوّل کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جسے کچھ عرصہ ہوا ے اہتمام سے لاہور سے شائع کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے ولادت سے بیعت امامت تک کے حالات آ گئے ہیں۔ حصہ دوم "بیعت امامت کے بعد سے معرکۂ بالاکوٹ اور شہادت کے حالات پر مشتمل ہوگا" حصہ شاید اب تک شائع نہیں ہو سکا۔ زیر نظر کتاب کے بڑے سائز کے ۴۰۸ صفحات ہیں حصہ دوم کی ضخامت اس سے زیادہ ہوگی، اس میں سید صاحبؒ کے اوصاف و اخلاق اور صفات و خصوصیات کا بیان ہوگا۔ اور آپ کے "مجددی اور اصلاحی کارنامے، آپ کی جماعت کی سیرت و اخلاق خلفا اور اہل ارادت پر مستقل ابواب ہوں گے۔"

ان سالوں میں حضرت سید احمد شہید اور ان کی تحریک احیائے دین پر دو صاحبوں نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے ل تو اس کتاب کے مصنف ہیں، اور دوسرے مولانا غلام رسول مہر۔ ان دونوں بزرگوں کو سید صاحب سے انتہائی قیدت بھی ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر بھی نہیں چھوڑی، اسلئے